محمد عمر فاروق

شیر کا بچہ

اردن کے شاہ حسین بھی زندگی کی بازی ہار گئے۔ کئی مہینوں سے ان کی شدید علالت کی تشویشناک خبریں مغربی ذرائع ابلاغ کے ذریعے مسلسل موصول ہو رہی تھیں۔ مرحوم شاہ حسین امریکہ میں بھی زیر علاج رہے۔ کینسر آخری درجے میں پہنچ جانے کی سبب شاہ حسین نے اپنے جواں سال بیٹے عبداللہ کو اپنے بھائی اور نامزد ولی عہد شہزادہ حسن کی جگہ اپنا جانشین اور ہاشمی سلطنت کا ولی عہد مقرر کر دیا تھا۔

شہزادہ حسن کو ولی عہدی سے ہٹانے کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی۔ البتہ شہزادہ حسن نے شاہ حسین کے فیصلہ پر سر جھکا کر پرانی تنخواہ پر ہی کام کرنے کی ہامی بھر لی۔ شہزادہ عبداللہ کو ولی عہد بننے پر دنیا بھر سے پیغامِ تہنیت موصول ہوئے۔ امریکی وزیر خارجہ میڈلین البرائیٹ نے مشرقِ وسطیٰ کے دورے کے دوران یہ رسمی اعلان سنا تو وہ اپنے مصر اور سعودی عرب کے دورے کو مختصر کر کے فوراً اردن پہنچیں۔ شہزادہ عبداللہ سے ملاقات کی اور انہیں نئے منصب پر مبارکباد دی۔ میڈلین البرائٹ نے اخبار نویسوں سے ملاقات کے دوران یہ معنی خیز جملہ بھی کہا کہ ''عبداللہ شیر کا بچہ ہے''۔

ماضی میں ہمارے ہاں بہت سی شخصیات کو عوام کی طرف سے ازراہ محبت و عقیدت شیر کے لقب سے نوازا گیا۔ جیسا کہ مولوی فضل الحق کو ''شیر بنگال''، سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو ''شیرِ پنجاب'' اور مولانا غلام غوث ہزاروی کو ''شیرِ سرحد'' کہا گیا۔ یہ لقب ان قد آور شخصیات کی دلاوری اور شجاعت کا آئینہ دار بھی تھا۔

معلوم نہیں کہ شاہ جی اور مولوی فضل الحق سے کسی نے ان کے لقب سے متعلق سوال کیا تھا یا نہیں۔ البتہ مولانا غلام غوث ہزاروی مرحوم سے ایک ''نیم مذہبی و نیم سیاسی جماعت'' کے ایک رہنما نے تمسخراً یہ پوچھنے کی جسارت کی تھی کہ ''مولانا کیا یہ صحیح ہے کہ آپ شیرِ سرحد ہیں؟'' جس پر بذلہ سنج مولانا غلام غوث نے کہا کہ ''بھائی جب لوگوں نے کہا ہے تو ٹھیک ہی کہا ہوگا۔'' ان صاحب نے مزید تنگ کرنے کے لیے کہا کہ ''مولانا شیر کی تو دُم ہوتی ہے۔ لیکن آپ کے پیچھے دم نہیں ہے''۔ اس پر مولانا نے بڑا مزیدار جواب دیا کہ ''جی ہاں جنگل کے شیر کی دم واقعی پیچھے ہوتی ہے۔ میں شہر کا شیر ہوں۔ اس لیے میری دم پیچھے نہیں ہے۔'' مولانا کے جواب سے وہ صاحب اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔

کئی لوگوں کے نام ہی جنگل کے اس بادشاہ کے نام پر رکھے گئے ہیں۔ جیسے شیر شاہ سوری، شیر سنگھ، شیر خان اور شیر بہادر وغیرہ۔ عربی زبان میں شیر کے مختلف نام ہیں۔ حملہ آور شیر کو غضنفر اور حملہ کے لیے تیاری کرنے والے شیر کو لیث کہا جاتا ہے۔ حیدر اور اسد بھی شیر کے ہی نام ہیں۔

میڈلین البرائٹ نے عبداللہ کو شیر کی بجائے شیر کا بچہ کہا ہے۔ اس طرح ان کے والد شاہ حسین کو ببر شیر کہا جا سکتا ہے۔ شاہ عبداللہ خوش نصیب ہیں کہ انہیں یہ اعزاز امریکہ کی طرف سے بخشا گیا ہے۔ چونکہ بھلے وقتوں میں خود شاہ حسین امریکی خفیہ سروس سی آئی اے کے ذریعے امریکن کافر حسیناؤں کے شباب سے خراج وصول کرتے رہے۔ اس لیے امریکیوں سے بڑھ کر ان کے ''شیرِ نر'' ہونے کی تصدیق اور کون کر سکتا تھا۔ رہے اردن کے موجودہ

شاہ عبداللہ، جنہوں نے برطانوی خاتون ٹونی گارڈیز کے بطن سے جنم لیا اور برٹش آرمی میں تعلیم و تربیت پائی۔ ان کے جوہر تو اسی وقت کھلیں گے جب وہ باقاعدہ عالمی سیاست میں اپنا کردار ادا کریں گے۔ بہر حال شواہد کو دیکھتے ہوئے یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ ان کے میدان میں اترتے ہی "رن" کانپ اٹھیں گے۔ ویسے بھی شیر کھائے نہ کھائے اس کا منہ لال ہی ہوتا ہے اور شیر کا بچہ شیر ہی ہوتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ ...... پتا پہ پُوت، ماتا پہ گھوڑا۔ سب نہیں تو تھوڑا تھوڑا۔

ایک بات ابھی تک ذھن میں کھٹکتی ہے کہ امریکہ جس کی ان دنوں سعودی عرب کے ساتھ گاڑھی چھنتی ہے۔ اس نے سعودی ولی عہد شہزادہ عبداللہ کو کبھی شیر یا شیر کا بچہ نہیں کہا۔ آخر کیوں؟ شاید اس لیے کہ سعودی شہزادہ ابھی تک چچا سام کی چکنی چپڑی باتوں میں نہیں آیا امریکہ ڈرتا ہے کہ وہ کہیں سچ مچ کا شیر بن کر امریکی افواج کو یک بینی و دو گوش جزیرۃ العرب سے ہی نہ نکال دے۔ فارسی محاورہ ہے کہ قالین پر بنا ہوا شیر اور ہے اور شیر نیستاں اور ہوتا ہے۔ یہی فرق سعودی اور اردنی شیر بچوں میں روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہے۔

شیر کی صفت ہے کہ وہ اپنا شکار خود مار کر کھاتا ہے۔ وہ اپنے دشمنوں کے ساتھ مرحوم شاہ حسین کی طرح ہاتھوں میں ہاتھ نہیں بلکہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پنجہ آزما ہو جاتا ہے۔ اسرائیل کے ساتھ اردن اور ترکی کی فوجوں نے مل کر بارہا جنگی مشقیں کیں اور اب بھی یہ دونوں ملک امریکی مفادات کے محافظ اور ان کے گماشتے کا رول ادا کرتے ہوئے سامراج کے ہاتھوں میں بے جان کٹھ پتلیوں کی طرح متحرک ہیں۔ اردو میں ایسے شیروں کو "شیر برف" یعنی برف کا شیر کہا جاتا ہے۔ جنہیں بچے برف سے بناتے ہیں اور وہ جب چاہیں انہیں کرچی کرچی کر دیتے ہیں۔

شاہ عبداللہ کی موجودہ عہدے پر تقرری امریکی اشارے پر ہی ہوئی ہے اور جس کے اشارۂ ابرو پر انہیں شطرنج کے مہرے کی طرح آگے لایا گیا ہے۔ اس "دشمن ایماں" کے حکم سے سرتابی کی جرأت وہ کب کر سکتے ہیں۔ اور شیر کی کھال پہنے ہوئے گیدڑ سے ایسی توقع کوئی خر مغز ہی کر سکتا ہے۔

بلی کو شیر کی خالہ کہا گیا۔ جس نے تمام داؤ پیچ اپنے بھانجے یعنی شیر کو سکھا دیئے۔ لیکن درخت پر چڑھنا نہ سکھایا۔ اب کوئی کیا کہہ سکتا ہے کہ میڈلین البرائٹ نے نئے شاہ کو کتنے گر بتائے ہیں۔

اسامہ کا لفظ مطلقاً شیر کی جنس کے لیے عربی میں استعمال ہوتا ہے۔ افغانستان کی سرزمین پر اسامہ بن لادن شیر وغا ہے اور امریکہ کے لیے اسے قابو کرنا شیر کی کچھار پر ہاتھ ڈالنا ہے۔ اسامہ نے اسلام کی سربلندی کے لیے وہ راستہ منتخب کیا ہے جہاں قدم قدم پر دشمنوں کی گھاتیں ہیں۔ لیکن وہ تو اسامہ یعنی شیر بیشہ مجاہد ہے اور شیر تیرتے وقت ہمیشہ سمندر کے بہاؤ کے الٹ ہی تیرتا ہے ورنہ تو سیدھے بہاؤ کے ساتھ مردہ لاش بھی تیرتی چلی جاتی ہے۔

رہی بات شاہ عبداللہ کی! تو وہ ابھی میڈلین البرائٹ کے مطابق شیر نہیں شیر کا بچہ ہیں اور یوں ان کا بچپن سے بلوغت تک کا سفر باقی ہے۔ انہیں بلوغت کے امریکی ٹیسٹ کے بعد ہی باقاعدہ شیر تسلیم کیا جائے گا۔ ان کے والد شاہ حسین نے تو شیریّت کا ثبوت یہودیوں کا ہم نوالہ اور ہم پیالہ ہو کر دیا تھا۔ اب شاہ عبداللہ اپنے والد کی ریت کس طرح نبھائیں گے اور ان کے انداز و اطوار کیا ہوں گے۔ یہ ان کی مرضی پر منحصر ہے۔ وہ اس لیے بھی کہ شیر زور ور جانور ہے۔ اس کی مرضی ہے کہ وہ انڈے دے یا بچے۔ ہم تو ان کے اچھے مستقبل کیلئے ہی دعا گو ہیں۔ کیونکہ جس کا کام، اسی کو ساجے، اور کرے تو ٹھینگا باجے۔